"اتحاد"

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

اسلام وحدت کا پیغام لے کر آیا ہے۔ قرآنِ حکیم میں ملّتِ بیضاء کو امت وسط کہا گیا ہے۔ اِسلام افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال کی راہ اِختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج بعض حلقوں میں وہی اِسلام تعصب کے ہاتھوں میں آکر اختلاف اور نزاع کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

ملی تشخص کا تحفظ: عصرِ حاضر کی یہ تلخ حقیقت کسی صاحبِ شعور سے مخفی نہیں۔ کہ استعماری طاقتوں اور اُن کے پروردہ گماشتوں نے طے کرلیا ہے کہ امتِ مسلمہ کو اعتقادی اور فکری اعتبار سے تباہ کر کے اِس کا وجود ہی ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ لبنان میں ہوا۔ اور جو بھارت میں ہو رہا ہے۔ نیز اِسلامی سلطنتوں میں غیر مسلم یا بے ضمیر مسلم سربراہ مسلط کرنے کی جو سازش تیار ہو چکی ہے، اس کے پیشِ نظر اتحادِ اسلامی ہماری ضرورت ہی نہیں بلکہ فرضِ عین ہے۔ علاوہ ازیں بین الاقوامی استعماری طاقتوں کے تخریبی ایجنٹ داخلی طور پر اپنے مذموم عزائم پورے کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ رُوسی درندوں نے افغانستان میں اس بات کا کوئی لحاظ نہیں کیا کہ سُنّی کو مار دیا جائے۔ اور غیر سُنّی کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ انہوں نے تو بستیوں کی بستیاں اُجاڑ دیں۔ معصوم بچیوں کی عزتیں لوٹیں۔ کھیتیاں اور باغات ویران کر دیئے۔ مکانات پر بمباری کر کے اُنہیں پیوندِ زمین کر دیا۔ لبنان میں جو کچھ ہوا۔ اس سے ساری انسانیت رنج والم اور درد وغم سے کراہ رہی ہے۔ اسی بھارت میں ہندو مسلم فساد کی آڑ میں جن سنگھی غنڈوں اور درندوں نے اپنے پرانے رفقاء کو بھی نہیں چھوڑا اور بلا امتیاز سنی، حنفی، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث سب کو تہ تیغ کر دیا۔ ان پرآشوب واقعات کے بعد تمام مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ افغانی مسلمان بھاگ کر

ہمارے پاس آگئے۔ لبنانی، فلسطینی اسلامی ممالک میں پناہ گزین ہوئے۔ پاکستانی مسلمان بھاگ کر کہاں جائیں گے؟۔ ان روح گداز حالات کے پیش نظر مسلمانوں کے تمام ممالک، تمام مسالک اور مذہبی جماعتوں کے درمیان اتحاد ازحد ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر اسلام نے اتحاد واخوت کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ انسانیت کے خیر خواہ کسی اور منشور میں یہ چیز نہیں ملتی۔ انسانیت کو اتحاد واتفاق کی جو بنیادیں اسلام نے فراہم کی ہیں وہ دنیا کے کسی منشور میں نہیں پائی جاتیں۔ اقبال مرحوم نے اس حقیقت کی نشاندہی بڑے دُکھ کے ساتھ کی ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اتحاد واتفاقِ امت کس قدر اہم ہے۔ اس کا اندازہ اکابر امت کے طرزِ عمل سے ہوتا ہے کہ انہوں نے فقہی اختلافات یا رائے اور فکر کے اختلاف کو کبھی بھی جدال اور نزاع کا ذریعہ نہیں بنایا۔ بلکہ اُن کے ہاں تحمل، وسعتِ ظرفی، رواداری اور باہمی محبت ویگانگت کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں اور تعصب اور غلو کا دُور دُور تک کوئی نشان نہیں ملتا۔

امام شافعیؒ کی وسعتِ ظرفی!: امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مزار کے قریب، مسجد میں فجر کی نماز پڑھی۔ محض ان کے لحاظ اور ادب کی وجہ سے اپنے مسلک کے خلاف رفعِ یدین اور دُعائے قنوت کو ترک کر دیا اور فرمایا: ''بسا اوقات ہم اہلِ عراق کے مسلک پر بھی عمل کر لیتے ہیں۔''

امام ابو یوسفؒ کا طرزِ عمل!: حضرت امام ابوحنیفہؒ کے عظیم شاگرد امام ابو یوسفؒ جنہیں ''امامِ ثانی'' بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے متعلق ''البزازیہ'' میں ہے کہ آپ نے جمعہ کے روز حمام میں غسل کیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی، نماز پڑھ کر جب لوگ منتشر ہونے لگے تو آپ کو اطلاع دی گئی کہ حمام کے کنویں میں ایک مرا ہوا چوہا موجود ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے یہ سُن کر فرمایا: ''تو پھر اس وقت ہم اپنے مدنی بھائیوں (مالکیوں) کے مسلک پر عمل کرتے ہیں'' کہ جب پانی دو قلہ کی مقدار میں ہو تو نجس نہیں ہوتا۔ اُس کا حکم ماءِ کثیر کا ہو جاتا ہے۔

ایک اور مثال ملاحظہ ہو! حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پچھنوں کے بعد وضو کی تجدید لازمی ہے۔ مگر امام مالکؒ کے نزدیک لازمی نہیں۔ اس کے باوجود امام ابو یوسفؒ نے ہارون رشید کے پیچھے نماز پڑھی حالانکہ ہارون رشید

نے پچھنے لگوانے کے بعد وضو کی تجدید نہیں کی تھی۔

امام احمدؒ نکسیر کو ناقضِ وضو مانتے ہیں۔ لیکن آپ سے جب پوچھا گیا کہ ”آپ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے جس نے بدن سے خون نکلنے کے بعد وضو نہ کیا ہو؟“ تو آپ نے جواب دیا گیا کہ: ”یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امام مالکؒ اور سعید بن المسیبؒ کے پیچھے نماز نہ پڑھوں“۔ واضح رہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک نکسیر ناقضِ وضو نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے ایک انتہائی مفید رسالے ”الانصاف فی بیان سبب الاختلاف“ میں ایسی بہت سی مثالیں ذکر فرمائی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے سلف صالحین کی وسیع القلبی افراط وتفریط میں اعتدال کی ایک روشن مثال تھی۔ اکابرین کی رواداری سے پتہ چلتا ہے کہ جزئیات وفروعات میں تعصب کی شدت بہت بعد کی پیداوار ہے۔ وطنِ عزیز کی موجودہ صورتِ حال متقاضی ہے کہ ہم اپنے تمام فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے محبت و اخوت اور یگانگت و بھائی چارہ کو فروغ دیں۔

بُتانِ رنگ وبو کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی باقی رہے نہ ایرانی نہ افغانی

☆☆☆

مجنون کی نصیحت

فقیہ ابواللیث بستان العارفین میں لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے قسم اٹھائی تھی کہ شادی کرنے سے پہلے سو آدمیوں سے مشورہ کروں گا، چنانچہ اس نے ننانوے آدمیوں سے مشورہ کیا، ایک باقی رہ گیا، اس نے عزم کیا کہ کل صبح جو سب سے پہلے آدمی ملے گا، اس سے مشورہ کروں گا، صبح ہوتے ہی گھر سے نکلا تو سب سے پہلے جو شخص ملا وہ مجنون اور پاگل تھا، بچوں والے لکڑی کے گھوڑے پر سوار تھا، اور اسے گلیوں میں ادھر ادھر دوڑا رہا تھا، وہ آدمی بڑا پریشان اور غمگین ہوا کہ پاگل سے کیا مشورہ کروں، مگر اس نے پختہ عہد کیا ہوا تھا کہ سب سے پہلے ملنے والے ہی سے مشورہ کروں گا، چنانچہ وہ اس مجنون کے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگا تو اس مجنون نے کہا: میرے گھوڑے کے آگے سے ہٹ جائیں، کہیں گھوڑا تمہیں لات نہ مارے، اس آدمی نے کہا کہ میں نے تم سے ایک مشورہ کرنا ہے، ذرا اپنا گھوڑا روک دیں تو اس نے روک دیا، پھر اس نے اپنی قسم کا سارا قصہ سنایا اور اپنا عزم بھی بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کا اس بارے میں کیا مشورہ ہے۔ یعنی: عورتیں تین قسم کی ہے، ایک وہ جو ساری تیرے لئے ہے، دوسری وہ جو ساری کی ساری تیرے لئے مضر ہے، تیسری وہ جو مضر و نافع دونوں ہوسکتی ہے، پھر مجنون نے کہا گھوڑے سے بچئے، کہیں تمہیں لات نہ مارے اور چلا گیا۔ اس شخص کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے، انہوں نے اس کی تفصیل تو یہاں نہیں کی، چنانچہ پھر اس کے پیچھے بھاگا اور کہا ٹھہریں، مجھے اپنی بات کا مطلب تو سمجھا کر جائیں، یعنی: اس نے کہا، جو عورت ساری تیرے لئے ہے وہ کنواری عورت ہے، اس کا دل اور محبت تیرے لئے ہے، کیونکہ تیرے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتی اور جو عورت تیرے لئے مضر وہ شادی شدہ ہے، صاحب اولاد ہے، وہ مال تیرا کھائے گی اور روئے گی اپنے پہلے خاوند پر اور جو عورت تیرے لئے نفع وضرر دونوں کا احتمال رکھتی ہے وہ بے اولاد شادی شدہ عورت ہے، پس اگر تو اس کے پہلے خاوند سے بہتر ثابت ہوا تو وہ تیرے لئے نافع ہے ورنہ وہ تیرے لئے مضر ہے، پھر وہ چلا گیا تو اس آدمی نے کہا: آپ کا کلام تو داناؤں جیسا ہے اور عمل مجنونوں جیسا ہے تو مجنون نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل نے مجھے قاضی بنانا چاہا میں نے انکار کیا، مگر انہوں نے اصرار کیا تو میں نے اس معاملے سے جان چھڑانے کیلئے اپنے آپ کو مجنون بنالیا۔ (ماخوذ، حق وباطل کی پہچان، حافظ ابوانس محمد ضیاء الدین پیرزادہ)